Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

بروز جمعرات

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۸/۳۳ | ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ ۔ ۱۸ اخاء ۱۳۵۸ ہش ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء | نمبر ۲۲۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۸ اخاء (اکتوبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی مرسلہ کل شام کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو ہر طرح اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

نظامِ وصیت کے بارے میں نہایت ضروری اعلان

احباب جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے قائم کردہ "نظامِ وصیت" میں وصیت سے ہرگز ہرگز وہ وصیت مراد نہیں ہے جو وصیت ہوتی ہی بیماری میں ہے یا موت کے آثار ظاہر ہونے پر کی جاتی ہے اور جس کا ذکر قرآن کریم سورۃ بقرہ آیت ۱۸۱ میں ہے۔

ہمارے "نظامِ وصیت" میں مرض الموت کی وصیت قبول نہیں کی جاتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ یعنی صدق اور اخلاص پر مبنی بہترین مالی قربانی وہ ہے جو تم اس وقت پیش کرو جبکہ تم تندرست ہو۔ اُس مال کی تمہیں خود ضرورت ہو جس کے استعمال سے تمہیں مالی خوشحالی کی امید ہو اور جس کی کمی سے تنگدستی کا اندیشہ ہو۔
(حدیث نبویؐ)

ہمارے "نظامِ وصیت" میں وصیت اسی قسم کی اعلیٰ درجے کی مالی قربانی ہے اور یہ نظامِ وصیت جماعت احمدیہ کے "صادق۔ کامل الایمان ...... اعلیٰ درجے کے مخلص جنہوں نے در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسروں سے ممتاز" (منقول از رسالہ الوصیت) قربانی کرنے والے، تقویٰ شعار اور مخلص مجاہدین کو جمع کرنے کے لئے ہے۔

پس اگر کوئی وصیت کنندہ بیماری کی حالت میں وصیت لکھے تو اس کی اطلاع مرکز کو دینا امراء کرام/صدر صاحبان جماعت اور سیکرٹریان وصایا بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ جس میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔

(صدر مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے

محترم ڈاکٹر عبد السلام کی تحقیقات سے خدا کی وحدانیت کی تصدیق ہوتی ہے

عظیم سائنسی انکشافات سے اسلامی صداقتوں کا ثبوت فراہم ہونے کا اعتراف

ملک کے اہم اخبارات مشرق، پاکستان ٹائمز اور امروز کا خراجِ تحسین

پاکستان کے چاروں صوبوں کے دارالحکومتوں یعنی لاہور، کراچی، کوئٹہ اور پشاور سے شائع ہونے والے اخبار روزنامہ "مشرق" نے اپنی ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی اشاعت میں پاکستان اور عالمِ اسلام کے عظیم سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام کے فزکس میں نوبل انعام حاصل کرنے پر اپنے ایک ستائشی اداریے میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی تحقیقات سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے اسلامی عقیدہ کی تصدیق ہوتی ہے اور اس طرح سے اس نظریے سے اسلام کی حقانیت ثابت ہو رہی ہے۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ فخر کی بات یہ ہے ذاتِ باری کے وجود کے نظریے کی تصدیق کرنے والا ایک پاکستانی سائنسدان ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں انگریزی زبان میں سب سے زیادہ اشاعت رکھنے والے اخبار پاکستان ٹائمز اور لاہور اور ملتان سے شائع ہونے والے اُردو اخبار "امروز" نے بھی تعریفی اداریے سپردِ قلم کئے ہیں۔

مشرق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کے اداریے کا متن درج ذیل ہے:-

"پاکستان کے ممتاز سائنسدان پروفیسر عبد السلام کو طبیعات کے شعبے میں اعلیٰ تحقیقی کام کرنے پر اس سال کا نوبل انعام ملا ہے جو بلاشبہ پاکستان کے لئے ایک اعزاز ہے۔ اسی لئے صدرِ مملکت نے اپنے تہنیتی پیغام میں بجا طور پر یہ بات کہی ہے کہ پروفیسر عبد السلام کو نوبل انعام ملنے سے پاکستان اقوامِ عالم میں سربلند ہو گیا ہے۔ پروفیسر صاحب کو یہ انعام طبیعات کے جس پیچیدہ مسئلے کی گتھی سلجھانے پر دیا گیا ہے وہ اس صدی کے سب سے بڑے سائنسدان آئن سٹائن کے لئے بھی تیس سال تک لاینحل رہا ہے۔ یہ مسئلہ کائنات میں کارفرما چار بڑی قوتوں کے درمیان ربطِ باہم کی تلاش سے متعلق ہے اور پروفیسر عبد السلام کے اس انکشاف سے کہ ان قوتوں کی ایک مشترکہ بنیاد موجود ہے، خدا کی وحدانیت کے اسلامی عقیدے ہی کی تصدیق ہوتی ہے اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ سائنس اس کائنات کے اسرار و رموز سے جتنے پردے ہٹاتی جائے گی اسلام کی حقانیت اتنی ہی زیادہ دنیا پر ثابت ہوتی جائیگی۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن خود نوعِ انسانی کو خالقِ مطلق کی تخلیق کردہ اس وسیع و عریض کائنات اور اس کے مظاہر پر غور و فکر کی بار بار دعوت دیتا ہے۔ اور جو لوگ سائنس کے میدان میں تحقیقی کام سرانجام دیتے ہیں وہ دراصل منشائے ربّی ہی کو بجا لا رہے ہیں۔ اس سے پہلے جب آئن سٹائن نے یہ ثابت کیا تھا کہ تخلیق کا اوّلین سرچشمہ مادہ نہیں بلکہ روشنی ہے تو اس سے مادہ پرستی کے فلسفوں پر کاری ضرب لگی تھی اور قرآن کے اس نظریے کی حقانیت ثابت ہو گئی تھی کہ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔ اب کائنات میں کارفرما قوتوں کی مشترکہ بنیاد کی تلاش سے بھی توحید ذاتِ باری کے نظریے کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ ہمارے لئے فخر و مباہات کی بات ہے کہ اس اہم سائنسی انکشاف کا سہرا ایک پاکستانی سائنسدان کے سر ہے۔"

روزنامہ "امروز" کے ۱۷ اکتوبر کے اداریے کا متن درج ذیل ہے:-

"قابلِ فخر اعزاز"

عالمی شہرت کے پاکستانی سائنسدان پروفیسر عبد السلام کو فزکس کا سب سے بڑا اور سب سے معتبر اعزاز — نوبل پرائز — علم و ہنر کے میدان میں ان کے شاندار کارناموں کی روشن کتاب کا تازہ ترین باب ہے۔ نظریۂ ذرات کے ماہر پروفیسر سلام کو دو امریکی سائنسدانوں کے ساتھ مل کر کائنات کو یکجا رکھنے والی قوتوں کے بارے میں اہم انکشافات

(باقی صفحہ)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۵ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ
۱۸ر اخاء ۱۳۵۸ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک خاص نوع کا ظلم اور اس سے بچنے کی اہمیّت

اللہ تعالیٰ کو جو چیز سب سے زیادہ ناپسند ہے وہ ظلم ہے۔ اسی لئے اُس نے واضح کیا ہے کہ وہ ظالموں کو ہدایت اور کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا۔ وہ اگر کسی صورت ظلم سے باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اسی دنیا میں ان کے ظلم کی سزا دیتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں دردناک عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ظلم کے عبرتناک انجام سے ہی نہیں ڈرایا ہے بلکہ قرآن مجید میں ظلم کی اقسام پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ایک تو وہ ظلم ہے جو لوگ دوسروں کے حقوق غصب کر کے ان پر ڈھاتے ہیں۔ یہ ظلم کی وہ معروف قسم ہے جس کا مظاہرہ ہم آئے دن دنیا میں دیکھتے ہیں۔ چوری، ڈاکہ، قتل اور زنا کی وارداتیں جو آئے دن معاشرہ میں ہو رہی ہوتی ہیں۔ اس نوع کے ظلم کی واضح مثالوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اتلافِ حقوق کی ان مثالوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کر کے ان سے بچنے کا حکم تو دیا ہی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ظلم کی بعض ایسی اقسام کا بھی ذکر کیا ہے جنہیں لوگ بالعموم ظلم شمار نہیں کرتے بلکہ بعض حالتوں میں تو وہ ظلم کا ارتکاب کارِ ثواب سمجھ کر کر رہے ہوتے ہیں یا اگر کارِ ثواب نہ بھی سمجھیں تو اس ظلم کا ارتکاب کرنے والے اس گمان میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں کہ ہم کسی کا کچھ نہیں بگاڑ رہے، نہ کسی کو تکلیف دے رہے ہیں۔ نہ کسی کا حق مار رہے ہیں۔ اس لئے ہم ظالم قرار نہیں پا سکتے ہیں۔ ان کے اس گمان کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ظالم قرار پاتے اور سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ظلم کی یہ اقسام اس لئے زیادہ خطرناک ہوتی ہیں کہ انسان کو اپنے ظلم کا علم نہیں ہو پاتا اور اس طرح وہ اگر اپنی اصلاح کی طرف مائل نہ ہو تو لحظہ بلحظہ تباہی کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔ فی الوقت ہم ظلم کی ان اقسام کے بارہ میں ہی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ان میں سے ظلم کی ایک قسم تو وہ ہے جو مامور من اللہ کے انکار اور اس کی صداقت کے نشانوں کی تکذیب سے تعلق رکھتی ہے۔ انسان مامور من اللہ کو جھٹلاتا اور آیات الٰہی کی تکذیب کا مرتکب ہوتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ مدعی ماموریت کا انکار کر کے اور جن امور کو وہ مامور اپنی صداقت کے نشان قرار دیتا ہے ان کی تکذیب کر کے وہ کسی ظلم کا مرتکب نہیں ہو رہا بلکہ اس انکار اور تکذیب کو وہ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے کارِ ثواب سمجھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کا یہ فعل پرلے درجے کے ظلم کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ظلم کی اس خاص قسم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ۝

(الانعام آیت ۱۵۸)

ترجمہ:۔ پس (بتاؤ اور دیکھو کہ) جس نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور (ان پر ایمان لانے) سے رکا، اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ ہم ضرور انہیں جو ہماری آیتوں (پر ایمان لانے) سے رکے رہتے ہیں ان کے رُکے رہنے کی وجہ سے تکلیف دہ عذاب کی سزا دیں گے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا یہ انکار اور ان کی یہ تکذیب اپنی ذات میں ظلم ہونے کے علاوہ انہیں مامور من اللہ اور اس پر ایمان لانے والوں کو دکھ دینے اور اذیتیں پہنچانے پر اکساتی ہے اور وہ اتلافِ حقوق کی شکل میں کھلے کھلے ظلم کے مرتکب ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

اسی قسم کے مظالم میں سے ایک اور قسم کا ظلم وہ ہوتا ہے جس کے مرتکب خود مامور من اللہ پر ایمان لانے والوں میں سے بعض لوگ ہوتے ہیں اور وہ بھی اس گمان میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ کسی ظلم کے مرتکب نہیں ہو رہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو (باقی دیکھیں صفحہ ۷ پر)

خدّام الاحمدیّہ زندہ باد

یہ خدّامِ مہدئِ دوراں ہیں پیارے — نہالانِ گلشن پُرانہ برگ و بارے
یہ ہیں مظہرِ لطفِ پروردگارے — زمیں کی ہیں رونق چمکتے ستارے
وفا کیش۔ اخلاص پیکر ہیں سارے

ہے تابندگئ وطن ان کے دم سے — جہاں روشن ہوگا بس انکے قدم سے
حقائق درخشاں ہیں ان کے قلم سے — خوش اوقات ہیں دُور ہیں رنج و غم سے
شیاطین کے واسطے ہیں شرارے

سرافراز ہیں۔ رونقِ انجمن ہیں — شگفتہ سخن اور شیریں دہن ہیں
یہ ابرِ بہاراں۔ بہارِ چمن ہیں — وطن ان پہ نازاں یہ رُوحِ وطن ہیں
زمیں پر ہیں آباد گردوں وقارے

مؤدّب مہذّب ہیں حُسنِ ادب سے — کہ محروم ہے بے ادب فضلِ ربّ سے
عمل سے ہے رفعت نہ حسب و نسب سے — وُہی جیت لے جائیگا بازی سب سے
ہرائے زمانہ مگر وہ نہ ہارے

دُعاؤں کے حربے کو تم آزماؤ! — ہر اک روک کو راستے سے ہٹاؤ!
بُری بات کے پاس تک بھی نہ جاؤ! — لگانا ہے دل تو خدا سے لگاؤ!
بڑھو سوئے منزل اُسی کے سہارے

چلن تم نہ اسلاف کا بھول جانا — نہ تہذیبِ مغرب کے دھوکے میں آنا
یہ لعنت ہے! لعنت سے دامن بچانا — پئے حق۔ ہر اک نقشِ باطل مٹانا
بجا لانا احکام قرآں کے سارے

نمازوں کا پابند رہنا سراسر! — ہر اک حال میں، ہو سفر میں یا گھر پر!
بنو تم مؤتمِر نہ ہو تم مؤثّر! — رہو گے مفکّر، بنو گے مُوقّر!
زمیں بحر و بر کوہ و گردوں پکارے

نہ ضائع کرو وقت کو! رفتنی ہے — ہے گذراں عمر اور گم گشتنی ہے
اور ہاں بے دلی۔ قابلِ کُشتنی ہے — ہو کیوں فکر اور غمِ شب آبستنی ہے
صبح تک بدل سکتے ہیں تیز دھارے

زمانے سے باطل مٹا جا رہا ہے! — الحق! غالب اسلام اب آ رہا ہے!
بہار آئی ساقی! ابر چھا رہا ہے! — کوئی اونچے سُر سے غزل گا رہا ہے!
ہیں دینِ محمدؐ کے وارے نیارے!

(آمین)

(عنایت اللہ راشد۔ بوریوالہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری عالمگیر جنگ اور آسمانی بشارات

مکرم فضل الٰہی صاحب انوری سابق مبلغ جرمنی

(۳)

انگریزی حکومت کی جانبدارانہ پالیسی سے متاثر ہو کر حضرت امام جماعت احمدیہ نے ایک ایسی تحریک کی بنیاد رکھی جس کا مقصد برصغیر سے باہر تبلیغ اسلام کے کام کو وسعت دینا تھا تاکہ اگر کوئی ایسا وقت آئے کہ انگریزی حکومت کی جانبدارانہ پالیسی کے نتیجہ میں اندرون ملک کام کرنے میں مشکلات پیدا کر دی جائیں تو جماعت کا اصل کام جو اعلائے کلمۃ اللہ ہے کسی طور پر بھی بند نہ ہونے پائے۔ چنانچہ آپ نے اس تحریک کو الٰہی تصرف قرار دیتے ہوئے فرمایا:۔

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی ..... اچانک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

(الفضل ۲ دسمبر ۱۹۴۲ء)

نیز فرمایا:۔

"اس سکیم میں بعض چیزیں عارضی ہیں۔ پس عارضی چیزوں کو میں بھی مستقل قرار نہیں دیتا لیکن باقی تمام سکیم مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے القاء کے نتیجہ میں مجھے سمجھائی گئی ہے۔ میں نے اس سکیم کو تیار کرنے میں ہرگز غور و فکر سے کام نہیں لیا اور نہ گھنٹوں میں نے اس کو سوچا ہے۔ خدا نے میرے دل میں یہ تحریک پیدا کی کہ میں اس کے متعلق خطبات کہوں۔ پھر ان خطبوں میں میں نے جو کچھ کہا وہ میں نے نہیں کہا بلکہ خدا تعالیٰ نے میری زبان پر جاری کیا۔ کیونکہ ایک منٹ بھی میں نے یہ نہیں سوچا کہ میں کیا کہوں۔ اللہ تعالیٰ میری زبان پر خود بخود اس سکیم کو جاری کرتا گیا اور میں نے سمجھا کہ میں نہیں بول رہا بلکہ میری زبان پر خدا بول رہا ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء مطبوعہ الفضل ۲۶ فروری ۱۹۶۱ء)

آپ نے اس تحریک کو "تحریک جدید" کا نام دیا اور اسے ایک دس سالہ منصوبے کی شکل دیتے ہوئے اپنی تمام توجہات اسے کامیاب بنانے کی کوشش میں صرف کر دیں۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب فرماتے ہیں:۔

"۱۹۳۴ء کے تفقیئے کا ایک نہایت نیک اور بہتر آور نتیجہ "تحریکِ جدید" کا اجراء تھا جو نہ صرف بفضل اللہ جماعت کی تنظیم کی مضبوطی کا باعث ہوا بلکہ اس کے نتیجہ میں بیرون ملک میں تبشیر اسلام کے ایک نہایت شاندار باب کا آغاز ہوا۔ الحمد للہ"

(تحدیث نعمت ص ۳۶۲)

تحریک جدید کے اجراء کے پانچویں سال جنگ عظیم دوم شروع ہوئی۔ جس میں برطانوی حکومت کو سرگرم حصہ لینا پڑا۔ آپ نے اپنی روحانی استعداد سے معلوم کر لیا کہ یہ جنگ جس میں برطانیہ باوجود کوشش اور خواہش کے شامل ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ انگریزی حکومت کے لئے ایک عتاب کے طور پر معرض وجود میں آئی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کے آغاز اور انجام کو تحریک جدید کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"جب یہ جنگ شروع ہوئی تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ یہ جنگ تحریک جدید کا ایک ظہور ہے۔ اور اس کے خاتمہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ خیال ایسا میخ کی طرح گڑا ہوا تھا کہ متعدد دفعہ اس کے متعلق بیان کر چکا ہوں۔"

(الفضل ۲۹ مئی ۱۹۴۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے وہ ارشادات جو آپ جنگ کے دوران اس ضمن میں فرماتے رہے۔ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہو چکے ہیں مثلاً

۱۔ ۱۹۴۲ء میں فرمایا

"میرا اپنا خیال بھی بعض پیشگوئیوں کے مطابق یہی ہے کہ ۱۹۴۴ء میں جنگ ختم ہو جائے گی۔ اور ۱۹۴۴ء میں ہی تحریک جدید ختم ہوتی ہے۔ اور چونکہ بعض دفعہ جزو بھی ساتھ ہی شامل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ ۱۹۴۵ء میں بھی چند ماہ تک یہ جنگ چلی جائے" (الفضل ۲؍۱۲)

۲۔ ۱۹۴۳ء میں آپ نے فرمایا:۔

"اب تحریک جدید کا نواں سال ہے۔ ۱۹۴۴ء تحریک جدید کا دسواں سال ہوگا اور ۱۹۴۵ء اس کا خاتمہ ہے۔ جو ایسا ہی ہوگا جیسے رمضان کے بعد عید آتی ہے۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۵ء انشاء اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک خاص سال ہوگا" (الفضل ۷ فروری ۱۹۴۳ء)

۳۔ ۱۹۴۴ء میں فرمایا۔

"آج سے دو تین سال پہلے جبکہ جنگ کا پہلو انگریزوں کے خلاف تھا اسی وقت میں نے اس بات کا اظہار کیا تھا اور بتایا تھا کہ میری رائے میں جنگ ۱۹۴۴ء کے آخر یا ۱۹۴۵ء کے شروع میں ختم ہو جائے گی ..... تحریک جدید کا اجراء جن اغراض کے ماتحت الٰہی تصرف سے ہوا تھا۔ ان کی وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ تحریک جدید کا پہلا دور جب ختم ہوگا تو خدا تعالیٰ ایسے سامان بہم پہنچائے گا کہ تحریک جدید کی اغراض کو پورا کرنے یعنی جو روکیں اور موانع ہیں خدا تعالیٰ ان کو دور کر دیگا۔ اور تبلیغ کو وسیع کرنے کے سامان بہم پہنچائے گا۔ اور چونکہ تبلیغ کے لئے یہ سامان بغیر جنگ کے خاتمہ کے میسر نہیں آ سکتے اس لئے میں سمجھتا تھا کہ ۱۹۴۴ء کے آخر یا ۱۹۴۵ء کے شروع تک یہ جنگ ختم ہو جائے گی۔"

(الفضل ۲۹ اگست ۱۹۴۴ء)

اور پھر اپریل میں ہٹلر کے مرنے کی خبر اڑنے اور ہٹلر کے دست راست مسولینی کو خود اطالوی عدالت کے حکم سے تختہ دار پر لٹکائے جانے کے بعد جب جنگ عظیم کا خاتمہ بالفعل مئی ۱۹۴۵ء میں جرمنوں کے اتحادیوں کے سامنے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دینے کی صورت میں رونما ہوا تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا:۔

"میرے استدلال کی بنیاد کہ جنگ اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہو جائے گی اس بات پر تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک جدید کے بواعث کے نتیجہ میں یہ جنگ پیدا کی گئی ہے چنانچہ اس مضمون کے متعلق کثرت سے میرے خطبات موجود ہیں کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہماری جماعت کو جو تکالیف دی گئی ہیں ان کے نتیجہ میں اسے یہ ابتلا پیش آیا ہے۔ اور تحریک جدید کے ساتھ اس کی وابستگی ہے چنانچہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ جنگ ۱۹۴۵ء کے آخر میں ختم ہو جائیگی یہ اسی بناء پر کہا گیا تھا کہ تحریک جدید کا آخری سال وعدوں کے لحاظ سے تو ۱۹۴۴ء میں ختم ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک ہمارے ہندوستان کے لئے چندوں کی ادائیگی کا تعلق ہے اس لحاظ سے یہ مدت اپریل ۱۹۴۵ء میں ختم ہوتی ہے۔"

(الفضل ۱۲ مئی ۱۹۴۵ء)

پھر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت امام جماعت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے جہاں جنگ کے اختتام کو تحریک جدید کے دور اول کے خاتمے کے ساتھ وابستہ فرمایا وہاں یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ فتح بالآخر انگریزوں کی ہی ہوگی چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"جس وقت میں نے تحریک جدید شروع کی تھی اس وقت میں نے بتایا تھا کہ چونکہ حکومت کے بعض افسروں نے ہم پر ظلم کئے ہیں اس لئے ان کو ضرور اس ظلم کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سزا ملے گی اور میں نے بیان کیا تھا کہ ہمارے پاس تو ایسے سامان نہیں کہ ہم ان کو سزا دے سکیں۔ لیکن خدا کے پاس ہر قسم کے سامان ہیں وہ ضرور ان کو ان کے ظلم کی سزا دے گا۔ یہ بات میرے ۱۹۳۴ء اور اس کے بعد کے خطبات میں موجود ہے۔ جس کے ماتحت انگریزوں کا جنگ میں حصہ لینا مقدر تھا۔ میں نے قبل از وقت بتا دیا تھا۔ کہ گو آخر میں فتح انگریزوں کے لئے مقدر ہے۔ مگر حکومت کی طرف سے ہمارے ساتھ انصاف کرنے میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کی سزا ان کو ضرور ملے گی۔ چنانچہ جنگ میں بیشک ان کو فتح تو ہو جائے گی۔ لیکن ان کے لاکھوں آدمی مارے گئے ہیں اور کروڑوں کروڑ روپیہ خرچ ہو گیا ہے پس انگریزوں کو فتح تو حاصل ہو جائے گی۔ مگر مالی لحاظ سے وہ پیچھے جائیں گے اور ان کے لئے جنگ کے بعد سر اٹھانا مشکل ہو گا"

یہ وہی تحریک ہے جو اب اپنے تیسرے دور میں داخل ہو کر اقوام عالم کو دعوت دے رہی ہے۔ اور اس طرح پر حضرت بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الہامی الفاظ کی عملی صداقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

نماز کی برکت

مکرم مغفور احمد صاحب منیب مبلغ سلسلہ مقیم یوکوہاما جاپان

ماہ تبوک (ستمبر) کے آخری عشرہ میں ایک دن مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج جاپان اور خاکسار بعض ضروری کاموں کے سلسلہ میں ٹوکیو کے مرکزی علاقہ GINZA گئے۔ کاموں سے فارغ ہوتے ہوتے عصر کا وقت ہو گیا۔ پہلے سوچا کہ نماز ٹرین میں پڑھ لیں گے پھر خیال آیا کہ کچھ فاصلہ مشہور پارک HIBIYA PARK (بادشاہ کے محل کے سامنے) ہے وہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔ موقعہ و محل کی مناسبت سے ہم نے نماز ظہر و عصر باغ کے ایک حصہ میں ادا کیں۔ ابھی ہم نمازوں سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ایک جاپانی وہاں آیا اور مخصوص جاپانی انداز میں معذرت کے بعد بیٹھنے کی اجازت چاہی۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ از خود ایک جاپانی ہمارے پاس آیا ہے، اور یہ بات اس حقیقت کی غمازی کر رہی تھی کہ اسے ہم سے ملنے کی انتہائی خواہش یہاں کھینچ لائی ہے۔ اس نوجوان نے بتایا کہ میں سول انجینئر ہوں اور تھوڑی سی انگریزی جانتا ہوں۔ اس وقت میں آپ کو دور سے نماز پڑھتے دیکھ رہا تھا اور چونکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اس لئے میں یہ سمجھ کر یہاں آیا ہوں کہ آپ مسلمان ہیں۔ کیا ایسا ہی ہے؟ ہم نے اس کی بات کی تصدیق کی۔ تو اس نے بتایا کہ اسے مذہب سے بہت دلچسپی ہے۔ اور یہ کہ اس نے مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ان دنوں وہ اسلام کے بارے میں پڑھ رہا ہے اس نے یہ بھی بتایا کہ اب میں قرآن (مجید) کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

اس پر مکرم راشد صاحب نے اس سے پوچھا کہ اب تک مطالعہ کے بعد تمہارے ذہن میں اسلام کی کیا تصویر سامنے آئی ہے۔ اس پر اس نے مختلف اعتراضات جو اس کے ذہن میں اسلام کے بارے میں تھے پیش کئے۔ اور خاص طور پر یہ کہ اسلام نے مرد اور عورت میں عدم مساوات روا رکھی ہے۔ محترم راشد صاحب نے جاپانی زبان میں اسلامی تعلیم کے حسن کو بیان کیا اور اس کے اس اعتراض کے سلسلہ میں جاپان کے معاشرہ کی بعض مثالیں دے کر سمجھایا کہ جسے تم مرد اور عورت کی مساوات کہتے ہو حقیقتاً وہ مساوات نہیں۔ بلکہ اس میں فلاں فلاں نقص ہیں اور اس کے بالمقابل اسلامی تعلیم میں یہ یہ خوبیاں ہیں۔ اور یہ بھی کہ اس سلسلہ میں بعض باتوں کو غلط طور پر اسلامی تعلیم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عورت ایک بے مقصد مخلوق بن کر رہ جائے۔

یہ گفتگو کافی دیر جاری رہی۔ اس کے بعد اس جاپانی نے تسلیم کیا کہ واقعی میرا اعتراض مغربی لٹریچر سے متاثر ہونے کے نتیجہ میں تھا۔ اور فی الحقیقت اب صحیح صورت میرے سامنے آئی ہے۔ اس سے قبل میں اسلامی تعلیم کو عورتوں پر ظلم کے مترادف سمجھتا تھا۔

اس کے بعد وہ جاپانی اپنا پتہ وغیرہ دے کر چلا گیا۔ لیکن پندرہ منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ دوبارہ آ گیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے آپ کی باتیں بہت اچھی لگی ہیں۔ آئیے کسی کافی ہاؤس میں چلتے ہیں۔ میں اسلام کے بارہ میں مزید باتیں آپ سے سننا چاہتا ہوں۔ اس طرح ایک بار پھر کافی لمبا وقت اسلام کی حسین تعلیم کو پیش کرنے کا مل گیا۔ گویا سرعام نماز ادا کرنے کی برکت کے طفیل ایک سعید فطرت کو محض اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق بخشی۔ یہ واقعہ بظاہر معمولی ہے۔ لیکن جاپان کے ماحول کے لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا
فرض ہے کہ
— اخبار الفضل —
خود خرید کر پڑھے۔

احمدی بچوں کی تعلیمی نگرانی اور والدین

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ بہاولپور نے اپنی جماعت کے احباب کو اپنے بچوں کی تعلیمی نگرانی کے لئے مندرجہ ذیل سرکلر چٹھی لکھی ہے ان کا یہ عمل مفید اور قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور متعلقہ کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس سرکلر چٹھی کو اس لئے شائع کیا جاتا ہے کہ تمام جماعت ہائے احمدیہ اسی طرح اپنے بچوں کی تعلیمی نگرانی کی طرف توجہ فرماویں۔ تمام احباب جماعت سے بھی التماس ہے کہ ان خطوط پر اپنے بچوں کی نگرانی فرمائیں۔ (ناظر تعلیم)

۱۔ والدین کو چاہیئے کہ پرائمری کے بعد بالعموم اور مڈل کے بعد بالخصوص بچوں کے طبعی رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے استادوں سے مشورہ کے بعد ان کے لئے مضامین کا انتخاب کریں۔

۲۔ چونکہ سکولوں میں باقاعدگی سے ماہانہ Tests ہوتے ہیں۔ اس لئے والدین اپنے بچوں کے استادوں سے باقاعدہ طور پر مؤثر رابطہ رکھیں۔ اور ان کے تعاون سے بچوں کی دیگر غیر نصابی سرگرمیوں سے آگاہ رہیں تاکہ کسی صورت میں بھی بچوں میں اخلاقی بگاڑ پیدا نہ ہو۔

۳۔ گرمیوں کی تعطیلات میں اور سال کے باقی تمام دنوں میں جبکہ سکول اور کالج کھلے ہوں۔ بچوں کے لئے گھر میں باقاعدہ Home Work کا الگ الگ ٹائم ٹیبل بنائیں۔ اسی طرح گھر میں باقاعدہ پڑھائی کرنے، کھیلنے اور گھر کے دیگر کام مثلاً سودا سلف لانے کے لئے باقاعدہ پروگرام بنائیں۔ والدین کو چاہیئے کہ بچوں کو ایسے ٹائم ٹیبل پر عمل کرنے کے لئے سازگار فضا پیدا کریں اور والدین خود بھی اس کی پابندی کریں۔ یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ پڑھائی کے اوقات میں اسے گھر کے دوسرے کام کاج میں لگا دیا جائے۔

۴۔ Home Work کی نگرانی والدین کا فرض ہے۔ جن والدین کے دفتری یا کاروباری حالات اجازت دیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ خود اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ صرف ٹیوشن رکھ کر اگر والدین اپنے آپ کو اس فرض سے سبکدوش سمجھ لیں تو یہ ان کی غلط فہمی ہوگی۔ ذاتی توجہ سے بچہ ذہنی اور جذباتی طور سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے اور لاشعوری طور پر باہمی محبت۔ ہمدردی اور یگانگت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ یہ کیفیت بچے کی نفسیاتی صحت۔ نشوونما کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

۵۔ اپنے بچوں کے سامنے شروع عمر سے ہی ایک بلند Ideal یا مقصد رکھیں اور پھر بار بار اسے توجہ دلاتے رہیں کہ اس بلند مقصد کے حصول کے لئے اسے کس قدر محنت، لگن اور قربانی کی ضرورت ہے، اور کوشش کرتے رہیں کہ بچہ اس بلند مقصد کو حاصل کرنے کے لئے صحیح خطوط پر کام جاری رکھے۔ اس کے لئے اس کے حوصلے اور عزم کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں۔

یاد رہے کہ بار بار کی ناکامی بچوں کے حوصلوں کو پست کر دیتی ہے۔ اور بددلی اور پست ہمتی سے نوجوانوں کی صلاحیتیں بے کار ہو جاتی ہیں۔

۶۔ اپنے بچوں کی ترقی اور خیر و برکت کے لئے بالخصوص اور جماعت کے نونہالان کے لئے بالعموم دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو آمین

تین دن کے لئے آباد ہونے والا شہر: سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ

نوجوانانِ احمدیت کی تربیتی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر صاحبزادہ مرزا غلام احمد سے ایک گفتگو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محلہ دارالعلوم سے ملحق وسیع و عریض گراؤنڈ میں ہر سال تین دن کیلئے ایک شہر آباد ہوتا ہے۔ چھولداریوں، خیموں اور ٹینٹوں پر مشتمل اس شہر میں پاکستان کے کونے کونے سے اکر نوجوان آباد ہوتے ہیں۔ ان کے دن کا آغاز صبح صادق سے کچھ پہلے نماز تہجد سے ہوتا ہے اور پھر دن بھر اللہ تعالیٰ کی پاک توحید کا ذکر ہوتا ہے، اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ورد ہوتا ہے، کھیلیں کھیلی جاتی ہیں، علمی اور ذہنی آزمائش کے مقابلے ہوتے ہیں، دینی علمی اور روحانی تربیت کے سلسلہ میں سال بھر کے لئے تجاویز پاس ہوتی ہیں اور پھر تیسرے دن ابھی خاورِ مشرق رات کے گہرے کنویں میں گرنے کے لئے پر تول رہا ہوتا ہے کہ ایک لمبی پرسوز دعا کے بعد اس شہر کے مکین اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیتے ہیں اور اس عارضی شہر کی فضاؤں کو ذکرِ الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد کر کے

اجتماع کی اہم ترین خصوصیت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا خطاب ہوتا ہے

اپنے گھروں کو سدھار جاتے ہیں۔

ویرانوں میں شہر آباد کرنے والے ان فرزانوں کی تنظیم کا نام مجلس خدام الاحمدیہ ہے جس میں ۱۵ سال سے ۴۰ سال تک کے نوجوانانِ احمدیت شامل ہوتے ہیں اور اس شہر کا قیام اس تنظیم کے سالانہ اجتماع کی شکل میں عمل میں آتا ہے جو کہ ہر سال اکتوبر میں منعقد ہوتا ہے۔

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نوجوانانِ احمدیت کی اس فعال تربیتی تنظیم کے صدر ہیں۔ اجتماع کے ایام قریب آگئے تھے ایک دن میں نے صدر صاحب سے ملاقات کی ٹھانی۔ حسب معمول اپنی نرم اور سنجیدہ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اور چمکدار اور ذہین آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائلوں کے انبار کو ایک طرف کیا اور میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے پوچھا "ہزاروں روپے کے خرچ سے ہر سال منعقد ہونے والے اس اجتماع کا بنیادی مقصد کیا ہے؟"

میاں احمد صاحب نے نہایت تُلے تُلے الفاظ میں جواب دینا شروع کیا۔

"خدام الاحمدیہ کی اس طرح سے تربیت کرنا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن یعنی اشاعت و غلبۂ اسلام کی عالمگیر آسمانی مہم میں بھرپور حصہ لینے کے قابل ہو سکیں۔"

"کیا اتنے بڑے مشن کے لئے سال بھر میں صرف تین دن کی تربیت کافی ہے؟" یہ سوال فوراً ہی میرے ذہن میں ابھرا اور میں نے یہ استفسار کر ڈالا۔

"جی نہیں!" میاں احمد صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ "یہ در اصل ہماری تربیتی اور تعلیمی پروگرام کا نقطۂ عروج ہے۔ غلبۂ اسلام کے عظیم و جلیل مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم سارا سال متحرک رہتے ہیں۔ ہمارے پروگرام سارا سال چلتے ہیں جن میں سے کچھ تو تعلیمی پروگرام ہوتے ہیں۔ اس میں ایک سیکشن کے تحت ایک جامع نصاب مقرر ہے اور اس کے چھ امتحانات ہوتے ہیں اور یوں درجہ بدرجہ یہ نصاب مکمل کیا جاتا ہے۔ اس میں قرآن، حدیث، اسلامی عقائد اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام شامل ہوتی ہیں۔ اس تعلیمی پروگرام کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ہر ماہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب کا مطالعہ کیا جائے خصوصیت سے اس کام میں گزشتہ چار سال کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ کی کارکردگی میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ خدام میں تحقیقی روح بیدار کرنے کے لئے ہر سال ایک علمی موضوع پر مقالہ لکھوایا جاتا ہے۔ ان تمام مقابلوں پر انعامات دیئے جاتے ہیں۔

"لیکن میاں صاحب! یہ تمام کام تو پڑھنے لکھنے سے تعلق رکھتے ہیں اور جو ناخواندہ خدام ہیں ان کی تربیت کا کیا انتظام ہے؟"

"ناخواندہ خدام کے لئے کتب پڑھ کر سنانے کا انتظام موجود ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے جماعتی سطح پر بھی اور خدام کے اجلاسوں میں بھی ان کتب کا درس دیا جاتا ہے۔ اور پچھلے سال مجلس شوریٰ پر ایک تجویز پیش کی گئی تھی جس میں ناخواندہ خدام کے لئے ایک ایسا نصاب تجویز کرنے کو کہا گیا تھا جس کے مطابق ان کو مذہبی تعلیم بھی دی جا سکے۔" میاں احمد صاحب ذرا رکے تو میں نے فوراً لقمہ دیا "یعنی تعلیم بالغاں کا پروگرام!"

میاں صاحب پہلو بدلتے بدلتے رک گئے۔

اجتماع کا مقصد خدام کو غلبۂ اسلام کی عالمگیر مہم کیلئے تیار کرنا ہے

"صرف تعلیم نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ ہمارا مقصد صرف یہ نہیں کہ خدام کو لکھنا پڑھنا آجائے بلکہ ان کو اپنے پیدا کرنے والے خدا اور اس کے پاک فرستادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پتہ چلے اور یوں وہ دنیا بھر میں اسلام کو غالب کرنے کی آسمانی مہم کا ایک متحرک بازو بن سکیں۔ اس قسم کی تجویز حفظِ قرآن کی سکیم ہے جس کے مطابق خدام کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ کم از کم ایک سیپارہ قرآن پاک کا حفظ کریں۔"

میاں صاحب نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "اجتماع کے موقعہ پر بہت سے علمی مقابلے بھی ہوتے ہیں جن میں تقاریر کا مقابلہ ہوتا ہے اس میں ملک بھر میں مجالس

ہم کوئی سیاسی فوجی تنظیم نہیں اللہ کے دین کی فوج کے مستعد سپاہی ہیں

خدام الاحمدیہ میں نچلی سطحوں پر مقابلے ہوتے ہیں اور پھر ان میں جیتنے والے خدام کے درمیان یہاں مقابلہ ہوتا ہے۔ دیگر علمی مقابلوں کے علاوہ ورزشی مقابلے بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان بھر میں پھیلی ہوئی سوا سات سو سے زائد مجالس میں کھیلوں کے پروگرام اپنی اپنی سطح پر منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ اجتماع میں آکر مختلف ڈویژنوں کی ٹیموں کے مابین فٹ بال، والی بال اور کبڈی وغیرہ کے مقابلے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اتھلیٹکس کے مقابلوں کا بھی انعقاد ہوتا ہے۔"

میاں احمد صاحب نے بتایا کہ "اس سال خدام الاحمدیہ کی کارکردگی کا ایک اور پہلو بھی سامنے آیا ہے۔ یہ ضلعی سطحوں پر اجتماعات کا انعقاد ہے۔ یہ تجویز تو گو پرانی تھی مگر اس سال اس پر صحیح معنوں میں عمل کیا گیا ہے اور جتنے اجتماعات اضلاع میں اس سال منعقد ہوئے ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ تمام اجتماعات میں مرکز سے مجلس خدام الاحمدیہ کے نمائندگان اور علماء سلسلہ شامل ہوتے رہے ہیں۔"

"کیا یہ اجتماعات بھی مرکزی اجتماع کی طرز پر ہوتے ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"اس لحاظ سے تو ان کا پیٹرن وہی ہوتا ہے کہ ان اجتماعات کا بنیادی مقصد بھی خدام کو غلبۂ اسلام کی عالمگیر آسمانی مہم کا دست و بازو بنانا ہوتا ہے۔ تاہم باقی تفصیلی پروگرام متعلقہ مجالس اپنی اپنی استعداد کے مطابق تیار کرتی ہیں۔ میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ یہ اجتماع ایک دن سے تجاوز نہ کرے۔ تاکہ مجالس کو زیادہ دقت پیش نہ آئے۔"

"سالانہ اجتماع میں آپ کی کتنی مجالس شامل ہوتی ہیں؟" میں نے گفتگو کا رخ دوبارہ سالانہ اجتماع پر لانے کے لئے سوال کیا۔

(باقی صفحہ ۶ پر مسلسل)

تزئین خیمہ جات

الفضل مجریہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء کے صفحہ ۶ پر تزئین خیمہ جات کے متعلق یہ اعلان شائع ہوا ہے کہ اس دفعہ مقابلہ دو حصوں میں ہوگا۔ ربوہ کی مجالس کا علیحدہ اور باہر سے آنیوالی مجالس کا علیحدہ۔ یہ اعلان غلطی سے شائع کرا دیا گیا ہے اسے کالعدم سمجھا جائے۔ (معتمد مرکزیہ)

میاں صاحب گویا ہوئے، "گذشتہ سال ہماری سوا سات سو سے زائد مجالس میں سے ۶۴۹ مجالس شامل ہوئیں۔ چار مجالس کے خدام پاکستان سے باہر سے تشریف لائے تھے۔ یہ اجتماع ہمیشہ کھلی جگہ پر ہوتا ہے۔ سوائے چند ایک سالوں کے جبکہ مخصوص حالات کی وجہ سے ایسا ہونا ممکن نہیں تھا۔ کھلی جگہوں پر خیمے لگائے جاتے ہیں جہاں پر خدام زمین پر بستر بچھا کر یہ تین دن گذارتے ہیں۔ اس کا مقصد خدام کو سختی کی زندگی برداشت کرنے کی عادت ڈالنا ہے۔ تاکہ ایک خادم ہر قسم کے حالات میں رہ سکے۔"

"آپ کے اجتماع کی سب سے اہم چیز کیا ہوتی ہے؟" میرے اس سوال پر میاں احمد صاحب نے فوراً جواب دیا "حضرت خلیفۃ المسیح کی تقاریر۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے بعد اجتماع کا افتتاح فرماتے ہیں اور خدام کو اختتامی خطاب سے نوازتے ہیں۔ اس کے بعد آخری روز اختتامی خطاب ہوتا ہے۔ یہ دو خطاب اس سارے اجتماع کی سب سے قیمتی چیز اور سب سے اہم آئٹم ہوتے ہیں۔ اطفال الاحمدیہ کے اجتماع میں جو کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر نگرانی علیحدہ ہوتا ہے حضور ایدہ اللہ الگ طور پر خطاب فرماتے ہیں۔

اس کے بعد ثانوی طور پر علمائے سلسلہ کی تقاریر، قرآن و حدیث کے درس، ذکر حبیبؑ اور تلقین عمل کے پروگرام شامل ہوتے ہیں۔

"میں نے سنا ہے بعض خدام سائیکلوں پر سفر کر کے پاکستان کے کونے کونے سے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے ربوہ آرہے ہیں۔ اس کا کیا مقصد ہے"؟ میرے سوال پر صدر مجلس خدام الاحمدیہ میاں احمد صاحب نے کہا کہ بنیادی مقصد تو وہی ہے کہ جفاکشی اور محنت کی عادت پیدا کی جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بہت اور بہت سے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں یعنی زمین پر سونا، اپنے ہاتھ سے وقار عمل کرنا اور کھیلوں میں حصہ لینا وغیرہ اسی طرح مختلف اضلاع سے خدام سائیکلوں پر سفر کر کے آتے ہیں۔"

میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میاں احمد نے بتایا کہ تین خدام چند روز قبل سائیکلوں پر کھیوڑہ سے ساڑھے سات سو میل کا سفر چھ دن میں طے کر کے ربوہ پہنچ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اندرون سندھ، کراچی، ڈیرہ غازیخان، راولپنڈی اور پشاور سے بھی خدام سائیکلوں پر آرہے ہیں۔ صدر صاحب نے بتایا کہ پشاور سے تو ایک احمدی دوست ہر سال پیدل آیا کرتے ہیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس سال سندھ کے علاقہ سے زیادہ خدام سائیکل سفر میں شمولیت کریں گے۔

"اجتماع کے انتظامات کے ڈھانچے کی کچھ تفصیلات بتائیے"۔ میاں صاحب نے بتایا کہ اجتماع پر قریباً پون لاکھ روپے کے اخراجات آتے ہیں۔ جو کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے خدام سے ایک ایک دو دو روپے کر کے اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ ان اخراجات میں زیادہ تر کھانے کے اخراجات شامل ہوتے ہیں۔ مقام اجتماع کو ترتیب کے ساتھ مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں انتظامی دفاتر، پنڈال اور رہائشی علاقہ علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ رہائشی خیمہ جات کے علاقے کو بارہ بلاکس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ سارا انتظام منتظم اندرون کے سپرد ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا شعبہ خوراک کی فراہمی کا ہوتا ہے۔ کھانا لنگر خانہ نمبر ۲ میں پکتا ہے اور وہاں سے لا کر مقام اجتماع میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ خدام ایک جگہ سے کھانا حاصل کر کے اپنے اپنے خیموں میں لے جاتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں۔ ایک "شعبہ بیرون" ہوتا ہے جس کا کام باہر سے آنے والے خدام کی رجسٹریشن کرنا اور ان کو کارڈ جاری کرنا ہوتا ہے۔ سائیکلوں کی حفاظت کا کام بھی اسی شعبے کے سپرد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بجلی، پانی اور صفائی کے شعبے ہوتے ہیں۔ سٹیج پر تمام پروگرام کروانے کے لئے منتظم اوقات مقرر کیا جاتا ہے۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے انعقاد کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ منتظمین مقرر ہوتے ہیں ان تمام منتظمین کے ساتھ ان کے معاونین مقرر ہوتے ہیں جو کہ سارے کام کی نگرانی کرتے ہیں۔

"کل کتنے ورکر کام میں مصروف ہوتے ہیں"؟ میں نے سوال کیا۔

"سالانہ اجتماع کے تمام انتظامات کو احسن طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے قریباً اڑھائی صد خدام مصروف کار ہوتے ہیں"۔ آخر میں میں نے ایک اور سوال کیا "میاں صاحب! بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ مجلس خدام الاحمدیہ کوئی نیم فوجی یا سیاسی تنظیم ہے"۔ میاں صاحب نے اس کا سکون اور نرمی سے جواب دیا کہ "ہماری کوئی بات چھپی نہیں ہے۔ ہمارے پروگرام علی الاعلان اور چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہم کو نہ تو کسی سیاست سے کوئی واسطہ ہے اور نہ ہم کوئی عسکری تنظیم بننا چاہتے۔ البتہ ایک تڑپ ہمارے دلوں میں ضرور موجود ہے کہ ہم اللہ کے دین کی فوج کے مستعد سپاہی بن جائیں۔ ہم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کے مجاہد ہوں۔ اور ہم اسلام کو دنیا بھر میں پھیلانے والی وہ قوت مؤثرہ بن جائیں جو دلوں کو مسخر کر کے انہیں اپنے پیدا کرنے والے کے حضور میں باریاب کر دے"۔ اور بے اختیار میرے دل سے دعا نکلی۔ خدایا۔ تو ان لوگوں کی تڑپ قبول کر۔ ان سے راضی ہو۔ اور وہ دن جلد لا جب خدا کی توحید اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت کا جھنڈا ساری دنیا میں بلند ہو۔ آمین۔

امراء کرام / صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ و صدر صاحبان مجالس موصیان توجہ فرماویں

ذیل میں صدر صاحبان مجالس موصیان جماعتہائے احمدیہ کے بحیثیت سیکرٹری وصایا جو فرائض ہیں۔ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم انہیں ہمیشہ مدِ نظر رکھا جائے۔

۱۔ حسب قواعد وصیت ضروری ہے کہ ہر جماعت میں امیر صاحب / صدر صاحب جماعت صدر مجلس موصیان کے ساتھ دو موصی حضرات نامزد کر کے ایک "نگران کمیٹی موصیان" کی تشکیل کریں۔ اس کمیٹی کا (جس کے کنوینر صدر مجلس موصیان ہوں گے) فرض ہے کہ تمام موصیان و موصیات کے متعلق نگرانی کرے کہ آیا ان میں سے کوئی بھی ایسا فرد تو نہیں جو ظاہر اعمال کے لحاظ سے پابندِ احکام اسلام اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والا نہ ہو!

اگر خدانخواستہ جماعت میں کوئی بھی فرد ایسا ہو اور وہ اپنی اصلاح نہ کرے تو سیکرٹری وصایا / نگران کمیٹی موصیان اپنے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے نظارت بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں تا ایسے فرد کی وصیت کی منسوخی کے متعلق حسب ضابطہ کارروائی کی جائے۔

(نوٹ):۔ ہر صدر موصیان کے پاس اپنی جماعت کے موصیان / موصیات کی مکمل فہرست وصیت نمبر اور پتوں کے ساتھ موجود ہونی چاہئے۔

۲۔ احباب جماعت پر یہ امر گاہے گاہے واضح کرتے رہیں۔ کہ نظام وصیت جماعت احمدیہ کے صادق کامل الایمان افراد کو جو دوسرے احمدیوں سے اپنی مالی قربانیوں و دیگر خدمات کے سلسلہ میں نمایاں اور ممتاز ہوں ایک جگہ جمع کرنے کیلئے ہے۔ اس کے لئے اس امر کا انتظام کیا جائے کہ "رسالہ الوصیت" کا جماعت کے ہر حلقہ میں سال میں ایک بار ضرور درس ہو۔ اس کے علاوہ جماعت کا ہر فرد خود بھی اس رسالہ کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے نظام وصیت میں شامل ہو کر اپنی ایمانداری پر مہر لگانے کی توفیق دے۔ عام حالات میں سابق بالخیرات وہی ہیں جو جوانی کے عالم میں ایسا کرتے ہیں اور پھر ساری عمر ممتاز قربانی کرنے والے کامل الایمان افرادِ جماعت کی صف میں شامل رہتے ہیں بڑھاپے میں وصیت کرنے والوں کے متعلق ضروری نہیں ہے کہ ان کی وصیت ضرور منظور ہو جائے۔ بہتر یہی ہے کہ وصیت جوانی میں کی جائے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو اس وقت کیا جائے جب کہ تم تندرست ہو خود مال کی تمہیں ضرورت ہو۔ مال کی کمی سے تنگدستی کا اندیشہ ہو" وصیت بھی اس زمانہ کی ایک ممتاز مالی قربانی ہے جو موصیوں کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔

۳۔ اگر کوئی فرد بیماری کی حالت میں وصیت کرے تو سیکرٹری وصایا اور اس کے علاوہ دیگر احباب کا بھی فرض ہے کہ وہ اس امر کی مرکز کو اطلاع ضرور دے دیں اور بیماری کے سلسلہ میں سارے حالات لکھ دیں۔

۴۔ کسی جماعت میں تشخیص جائیداد کا کوئی معاملہ جب مرکز کی طرف سے بھجوایا جائے تو سیکرٹری صاحب وصایا اسے جلد سے جلد طے کروائیں اور احباب کی مجلس عاملہ سے مرکز کو فوری رپورٹ بھجوائیں۔

تشخیص جائیداد میں عموماً تاخیر جماعتوں کی طرف سے ہی ہوتی ہے جس سے موصیان کو پریشانی ہوتی ہے۔

۵۔ صدر صاحب مجلس موصیان و نائب صدر صاحبہ مجلس موصیات کا فرض ہے کہ گاہے گاہے موصیان / موصیات کے اجلاس منعقد کرواتے رہیں۔ جن میں سوائے عذر شرعی کے حاضری سو فیصد ہونی چاہئیے۔ مرکز کی طرف سے نظام وصیت کے سلسلہ میں الفضل میں جو بھی اعلان شائع کروائے جاتے ہیں ان سے ہر موصی / موصیہ کو مطلع کیا جائے۔ نیز ان اجلاسوں میں مقام وصیت کی اہمیت بتلائی جائے۔

۶۔ مندرجہ بالا تمام امور نیز نظام وصیت کے سلسلہ میں دیگر کاموں کے متعلق سیکرٹری وصایا اپنے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے مرکز میں اپنی سہ ماہی رپورٹ بھجواتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

(صدر مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر مجلس کم از کم ایک نمائندہ ضرور بھجوائے (صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت سے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۲۲۲۸۵

میں عبد الغفور ولد چوہدری بدر الدین صاحب قوم باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۶۱ سال پیدائشی احمدی ساکن دار الرحمت شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۹/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

پلاٹ ۱۳۱ واقع طاہر آباد ۸ مرلہ مالیتی ۱۵۰۰/- روپے۔

پلاٹ نمبر ۱۱۲ واقع موضع چھینی ۱۰ مرلہ مالیتی ۵۰۰۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰/۲۳۵ روپے ماہوار آمد بصورت پنشن ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ عبد الغفور ۲۸/۶ دار الرحمت شرقی ربوہ۔
گواہ شد۔ محمد اکرم ولد ملک محمد حسین صاحب وصیت ۱۷۸۰۹
گواہ شد۔ فضل الدین صاحب وصیت ۲۲۷۵

مسل نمبر ۲۲۲۸۶

میں امۃ الحفیظ بیگم زوجہ چوہدری محمد صادق قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۵۱ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۹/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) زیور طلائی سات تولہ مالیتی ۷۰۰۰/- روپے
(۲) مکان ۵۲/۱۲ دار العلوم مالیتی ۵۰۰۰/- روپے۔ (۳) سلائی مشین ۲۰۰/- روپے
(۴) گھڑی ۱۵۰/- روپے
(۵) حق مہر ۲۵۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

میں انشاء اللہ تازیست مبلغ ایک روپیہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ چوہدری محمد صادق صاحب ۱۲/۵۲ دار العلوم شرقی ربوہ۔
گواہ شد: محمد صادق وصیت ۱۹۱۲۳
گواہ شد۔ فضل الدین بنگوی وصیت ۲۵۳۰

مسل نمبر ۲۲۲۸۸

میں خوشی محمد ولد روشن الدین صاحب مرحوم قوم سہل پیشہ ۔ عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دار النصر شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۹/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

۲۱/۴ دار النصر شرقی ۱۰ مرلہ زمین مالیتی ۱۶۰۰۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۱۰/- روپے ماہوار آمد بصورت پنشن ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ خوشی محمد ۲۱/۴ دار النصر شرقی ربوہ
گواہ شد۔ ڈاکٹر شریف احمد ولد رحیم اللہ صاحب زعیم انصار اللہ دار النصر شرقی ربوہ۔
گواہ شد۔ سید بشیر احمد ولد گل حسن شاہ صاحب صدر محلہ دار النصر شرقی۔ ربوہ۔

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

مامور من اللہ پر ایمان لانے کے بعد اُس کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی بجائے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگے رہتے ہیں۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے سورہ فاطر کی آیت ۳۳ میں ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ یعنی اپنی جانوں پر انتہائی ظلم کرنے والے قرار دیا ہے۔ وہ مامور من اللہ کی نصائح اور تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اور اس طرح اپنے آپ کو مستحق عذاب بنا کر اپنی جانوں پر تو ظلم کرتے ہی ہیں لیکن یہ ظلم صرف ان کی اپنی جانوں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس کا اثر مامور من اللہ اور اُس کی پوری جماعت پر بھی پڑتا ہے اور وہ اس طرح دوسرے لوگوں کے لئے قبولِ حق کی راہ میں ایک روک بن جاتے ہیں اور اس طرح دُہری سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

اسی لئے امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی جماعت کے ایسے بے عمل لوگوں کو ظالم قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام ان کے اس ظلم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہیئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے۔ جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ بُرے نمونہ سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ بہرحال جماعت کے افراد کی کمزوری یا بُرے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس اس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا۔ یفعلون ما یؤمرون"

(ملفوظات جلد دہم ص۱۳۷، ص۱۳۸)

اعلان نکاح

میرے بیٹے شیخ محمود احمد انور سرگودھا حال مقیم ربوہ کا نکاح ہمراہ کوثر شاہین دختر مکرم چوہدری عبد الواحد صاحب اندرون دہلی دروازہ لاہور سے بعوض حق مہر مبلغ چھ ہزار مکرم مولوی حیدر علی صاحب ظفر مربی سلسلہ نے مورخہ ۱۲/۹/۷۹ کو پڑھا۔

احباب اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور باعث مسرت ہونے کی دعا فرمائیں۔

(محمد عمر انور ۱۱/۲ دار العلوم غربی۔ ربوہ)

درخواست دعا

مکرم لطیف احمد صاحب بھٹی منتظم امداد طلباء تحریک جدید ربوہ کی اہلیہ صاحبہ کا فیصل آباد سول ہسپتال میں مورخہ ۱۵/۱۰/۷۹ کو اپریشن ہوا۔ اپریشن خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوا۔

احباب سے صحت کاملہ عاجلہ کی عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(محمد اعظم بوتالوی مولوی فاضل۔ ربوہ)

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو پاکستانی اخبارات کا خراجِ تحسین

بقیہ صفحہ اوّل

کرنے پر اس اعزاز کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

یہ اعزاز صرف جھنگ کا ہی نہیں کہ ۵۳ سال پہلے وہاں ایک ایسا چراغ روشن ہوا جسے عالمی افق پر جگمگانا تھا۔ یہ اعزاز صرف پنجاب کی دانش گاہ لاہور کا ہی نہیں ہے کہ میٹرک سے ایم اے تک ہر امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے ایک جوہرِ قابل کو اس کی دیواروں سے محبت ہے' یہ اعزاز محض پاکستان کا بھی نہیں ہے کہ ترقی کی دوڑ میں قدم قدم پر رکاوٹوں کی زد میں آنے والی اس سرزمین سے سائنس کی دنیا میں انقلاب برپا کرنے والے اور کائنات کے پوشیدہ رازوں کو طشت ازبام کرنے والے سائنسدان کو جنم دیا۔ یہ اعزاز ان ترقی پذیر ملکوں اور اقتصادی لحاظ سے پس ماندہ قوموں کا بھی ہے جن کے سوچنے والے دماغوں پر ایک طویل عرصہ تک سامراجی پنجے گڑے رہے اور جن کی استعدادِ کار پر استحصال کے پہرے بیٹھے رہے۔

صدر ضیاء الحق کے یہ الفاظ پوری قوم کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں کہ "پروفیسر عبدالسلام کا یہ اعزاز ان کی انتھک محنت کی عکاسی کرتا ہے اور اس سے پاکستان کی عظمت میں نئے باب کا اضافہ ہوا ہے —— یہ پروفیسر عبدالسلام کی بالغ نظری، ذہانت، محنت اور لگن کا کمال ہے کہ انہیں جوانی کے عالم میں کسی برطانوی یونیورسٹی کی فیکلٹی آف سائنس کا پہلا ایشیائی صدر مقرر ہونے کا اعزاز نصیب ہوا۔ پروفیسر سلام اس سے پہلے ریاضی اور طبیعات کے میدان میں بہترین نظری کام کرنے کے اعتراف میں ۱۹۵۸ء میں کیمبرج فلوسوفیکل سوسائٹی سے ہاپکنز انعام بھی حاصل کر چکے ہیں اور نوبل انعام یافتہ اس پاکستانی سائنسدان کے سامنے ابھی علم و ہنر اور فضل و حکمت کے کئی افق کھلے پڑے ہیں اور ابھی کئی منزلیں انہیں دعوت دے رہی ہیں۔

پروفیسر عبدالسلام کا یہ اعزاز پس ماندہ اور ترقی پذیر ملکوں کے جوہرِ قابل کو حوصلہ دیتا ہے کہ وہ احساسِ کمتری کے عفریت سے نجات پائیں اور خداوند کریم نے انہیں جو صلاحیتیں ودیعت کی ہیں انہیں بروئے کار لائیں، کندھے سے کندھا ملا کر انتھک محنت اور لگن سے کام لیں اور کم از کم وقت میں اپنی قوم کو ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑا کرنے کی سعی کریں۔ پروفیسر عبدالسلام کا یہ اعزاز ان بڑی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی جرأت بھی دیتا ہے جو سائنس کی دریافتوں اور جوہری توانائی کی اجارہ دار بنی ہوئی ہیں اور چھوٹی قوموں اور ترقی پذیر ملکوں کو جوہری توانائی سے فیض یاب ہونے کا مستحق نہیں سمجھتیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ پروفیسر عبدالسلام کا یہ عالمی اعزاز بڑی طاقتوں کو اپنے رویّہ میں لچک اور اپنے اندازِ سلوک پر نظرثانی کرنے پر مجبور کر دے گا۔ پروفیسر عبدالسلام کا یہ جذبہ بھی قابلِ قدر ہے کہ انہوں نے نوبل انعام کی رقم پاکستان میں تعلیمی ترقی کے لئے وقف کر دینے کا اعلان کیا ہے۔"

روزنامہ "پاکستان ٹائمز" کے ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کے اداریے کا متن درج ذیل ہے:۔

نمایاں امتیاز کا آئینہ دار اعزاز

ڈاکٹر عبدالسلام کو دو اور سائنسدانوں کے ہمراہ اس سال فزکس کا نوبل پرائز ملنا دراصل اس عظمت کا اعتراف ہے جس کا اظہار اس سے بہت پہلے ہو جانا چاہیئے تھا۔ اس کام کا بڑا حصہ، جس پر یہ انتہائی عظیم اور معتبر عالمی اعزاز ملا ہے' ۱۹۶۰ء کے عشرے میں مکمل ہوا تھا جس کو اس وقت کی اعلیٰ ترین سائنسی اتھارٹیز اور اداروں نے تسلیم کیا تھا ان کو اس سے پہلے ملنے والے اعزازات یعنی ان کی دنیا کے انتہائی منفرد اداروں کی رکنیت، لندن کے امپیریل کالج میں ریاضی اور فزکس پر ان کی ریسرچ اور تعلیم اور ٹریسٹے کا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (جس کو انہوں نے خود ہی قائم کیا ہے) ان تمام باتوں نے اس سے پہلے ہی ان کو دنیا کے چوٹی کے سائنسدانوں کی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کے عشروں میں وہ سارا عرصہ ایٹم کی ترکیب اور اس میں کارفرما نظام کی کھوج میں لگے رہے: الیکٹرون کس طرح گھومتے ہیں: کیا تمام اقسام کے ذرات بنیادی ہیں یا اس کے علاوہ بھی وہ کسی اور نوعیت کے حامل ہیں' اور آئن سٹائن کی چار پہلو تھیوری (جن میں سے تین کا تعلق مکان سے اور ایک کا زمان سے ہے) کو کس طرح سے ذرات کے مختلف انواع و اقسام کے گھرانوں اور وسیع تر خاندانوں سے پوری یکسانیت کے ساتھ مربوط کیا جا سکتا ہے۔ نیوکلیئر فزکس کے انتہائی بلند پایہ مسابقت کے میدان میں بہت دفعہ ایسا ہوا کہ بعض دوسرے لوگ ڈاکٹر سلام کی کسی نئی دریافت سے محض چند دن قبل ان کے دریافت کردہ نظریات کو خود اپنی ریسرچ کے نتیجہ میں منظرِ عام پر لے آئے لیکن ان کو اس معاملے میں دوسروں پر قطعی برتری حاصل ہے کہ انہوں نے مادے کی تشکیل کرنے والے ایٹم کے انتہائی چھوٹے ذرات کے باہمی رابطے کو منضبط کرنے والے نظام میں نظریۂ اضافیت کو متعارف کروایا ہے۔ یہ کارکردگی جیسا کہ سویڈش اکیڈیمی نے بھی نوٹ کیا ہے "اس عشرے میں ذراتی طبیعات کی ترقی میں انتہائی اہم ہے" ان کا کام ابھی تکمیل کے مراحل میں سے گزر رہا ہے اور عین ممکن ہے کہ مستقبل میں وہ خود کو ایشیا کے آئن سٹائن کے طور پر ممتاز اور منفرد کرنے میں زیادہ بہتر طور پر کامیاب ہو سکیں۔

پاکستان کے لئے اس اعزاز کی خصوصی اہمیت ہے۔ اس سے پاکستان پہلی دفعہ نوبل انعام حاصل کرنیوالے ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے اور اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ پاکستان میں جتنی بھی کمزوریاں ہوں مگر ان کمزوریوں اور نارسائیوں میں صلاحیت کی کمی شامل نہیں۔ پروفیسر سلام عرصہ دراز سے پاکستان میں سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کے لئے کوشاں رہے ہیں اور انہوں نے یہ امید ظاہر کی تھی کہ شاید پاکستان اس میدان میں پہلے سے موجود چار مثالی ممالک یعنی —— برطانیہ، جاپان، روس اور چین —— کے بعد ایک نئے اور پانچویں مثالی ملک کی حیثیت اختیار کر لے —— اور وہ (یعنی پاکستان) وسائل پیداوار کو نقصان پہنچائے اور انسانی دکھوں میں اضافہ کئے بغیر اس میدان میں تیزی سے ترقی کی منازل طے کر دکھائے۔ سائنسی مشیر کے طور پر انہوں نے ۱۹۶۰ء کے عشرے اور ۱۹۷۰ء کے عشرے کے ابتدائی سالوں میں اس میدان میں بہت گرمجوشی کا مظاہرہ کیا اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سرگرمی سے کام کرتے رہے تاہم یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ ان کی ابتدائی کوششوں کے بعد اب جو نتائج حاصل ہوئے ہیں ان سے پوری طرح مطمئن ہیں۔ اب انہوں نے جو اعزاز حاصل کیا ہے شاید اس سے ملک میں ایسے سازگار حالات پیدا ہونے میں مدد مل سکے جو خود انہیں حاصل نہیں تھے۔ مراد ایسے حالات سے ہے جن میں صلاحیتوں کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے اور سائنسی تعلیم کی ترویج و تدریس میں زیادہ آسانیاں میسر ہو سکیں۔ ہمیں توقع رکھنی چاہیئے کہ ڈاکٹر صاحب کا اعزاز ابھرتے ہوئے افراد کے لئے بھی مہمیز کا کام دیگا اور انہیں اس امر پر اکسائے گا کہ وہ بھی ایسے ہی جذبہ و جوش کا مظاہرہ کریں اور ان جیسا کوئی کارنامہ انجام دیں۔"

دیانت و امانت میں منفرد ادارہ

علی اسٹیٹس

فون ۶۶۴

پراپرٹی ڈیلرز

سکنی و زرعی زمین مکانات اور کوٹھیوں کی خرید و فروخت کے لئے ہمیں خدمت کا موقع دیں۔

آپ کا خادم شیخ عبدالخالق۔ کالج روڈ۔ چوک اقصیٰ ربوہ

۱۔ قیمت چارپائی ۲۲ گیج فریم -/۱۲۵ روپے
۲۔ قیمت چارپائی ۲۰ گیج فریم -/۹۵ روپے
۳۔ قیمت چارپائی ۱۸ گیج فریم -/۷۵ روپے
نوار سے بنائی یکصد روپیہ زائد

عبدالصمد
ہاکسنز انجینئرنگ
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah